جعلی جمہوریت ۔۔ جعلی ڈگری ۔۔ جعلی طالبان ۔۔ اصلی ڈرون

تحریر: سہیل احمد لون

1997ء میں' جرمنی میں رہائش پزیر تھا۔ یونیورسٹی میں پڑھنے کا شوق تھا اور جیسے ہی جرمن زبان کا امتحان پاس کیا تو فوراً یونیورسٹی میں ایڈمشن کے لیے اپلائی کر دیا۔ مجھے اپنی تمام ''اصل'' ڈگریاں واسناد جرمن کے مخصوص ادارے کو بھیجنے کا کہا گیا۔تقریباً 2 ماہ کی خط و کتابت کے بعد با لآخر انہوں نے اپنی جانچ پڑتال مکمل کر کے مجھے یونیورسٹی میں داخلہ لینے کی اجازت دے دی۔ان 2 ماہ میں میرا کافی بار ڈائریکٹر تعلیم سے فون اور خط کے ذریعے رابطہ بھی ہوا۔جس سے مجھے پہلی بار احساس ہوا کہ ہماری ڈگری یا کسی بھی دستاویز کو یہاں مشکوک نظر سے دیکھا جاتا ہے۔ڈائریکٹر تعلیم جناب باؤمایسٹر (Baumeister) نے کہا تعجب ہے کہ میری تمام ڈگری و اسناد ایک سائز کی نہیں ۔میٹرک، انجینئرنگ، بی اے، وغیرہ سب اسناد کا سائز علیحدہ علیحدہ تھا۔بی اے کی ایکسٹرا لارج سائز ڈگری میں تمام مضامین درج کرنے کی زحمت نہ کی گئی تھی۔بیرون ممالک میں تقریباً تمام دستاویزات کا سٹینڈرڈ سائز A4 ہے۔چند ماہ قبل میں نے شعبہ صحافت میں مزید تعلیم حاصل کرنے کا ارادہ کیا۔آن لائن لندن کی مختلف یونیورسٹیز میں اپلائی کیا۔ستمبر کے وسط میں لندن میٹروپولیٹن یونیورسٹی میں داخلہ مل گیا۔ میں نے اپنی تمام تعلیمی اسناد آن لائن ہی ارسال کر دیں تھیں۔یونیورسٹی میں جب پہلے روز رجسٹریشن کے لیے پہنچا تو مجھے پنجاب یونیورسٹی کی ''اصل'' ڈگری لانے کو کہا گیا۔اس کے علاوہ میری بقیہ تعلیمی اسناد جو میں نے پاک فضائیہ، چین اور جرمنی سے حاصل کیں تھیں ان کی ''اصل'' کاپی دیکھنے کی خواہش کا اظہار نہیں کیا گیا۔جس سے مجھے یہ اندازہ ہو گیا کہ پاکستانی یونیورسٹی کی ڈگری یہاں بھی مشکوک ہے۔اس میں جرمن یا گوروں کے تعصبانہ رویے سے زیادہ ہمارے اپنے کالے کرتوت ہی بنیادی وجہ ہیں۔ایک وقت تھا جب پاکستانی ڈرائیونگ لائسنس یہاں اداروں میں جمع کروا کر جرمن، یورپین یا برٹش ڈرائیونگ لائسنس آسانی مل جاتا تھا۔مگر یہ سہولت اس وقت ختم ہو گئی جب ان کو اس بات کی تصدیق ہو گئی کہ ہمارے ڈرائیونگ لائسنس بیرون ملک بیٹھ کر خریدے جا سکتے ہیں۔اب نوبت یہ آ گئی ہے کہ فیملی ویزا (spouse visa) کے لیے پیپرز جمع کروائے جائیں تو ویزا آفیسر پیپر پیرج ہی سمجھ رہا ہوتا ہے۔یورپ، برطانیہ، امریکہ یا کینیڈا میں مخصوص مدت رہنے کے بعد تمام قواعد وضوابط پورے کرنے پر کسی کو نیشنیلٹی دی جاتی ہے۔جس میں کریمنل ریکارڈ بھی چیک کیا جاتا ہے۔جبکہ وطن عزیز میں شناختی کارڈ حاصل کرنے کا بھی ریٹ ہے جو کوئی بھی حاصل کر سکتا ہے۔ہم نے نکاح نامے، ایف آئی آر، برتھ سرٹیفکیٹ، پاسپورٹ، شناختی کارڈ، ڈرائیونگ لائسنس، تعلیمی اسناد، ڈگریاں، بینک سٹیٹ منٹس، جائیداد کے کاغذات، حلفیہ بیان وغیرہ جیسی کئی جعلی دستاویزات اپنے مفادات کے لیے دنیا کے کسی کونے میں استعمال کرنے میں ہم کوئی ہتک محسوس نہیں کرتے جس کا نقصان یہ ہوتا ہے کہ ''اصل'' کو بھی جعلی سمجھ کر امتیازی سلوک کیا جاتا ہے۔بیرون ممالک میں تعلیم حاصل کرنے کے لیے طالب علموں کو پہلے ہی خاصی دشواریوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔وطن عزیز میں ''جعلی ڈگری'' کا کوئی نہ کوئی اسکینڈل منظر عام پر آتا رہتا ہے جس سے بین الاقوامی سطح پر ہماری ''اصل ڈگری'' بھی مشکوک نظروں سے دیکھیں جاتیں ہیں۔

ابھی عائلہ ملک کی جعلی ڈگری کا قصہ پرانا نہیں ہوا تھا کہ ان کی بہن سمیرا ملک کی ''جعلی ڈگری'' کی خبر نشر ہوگئی۔ ہماری حالت کا یہ عالم ہے کہ اب ''جعلی'' ہونا کوئی خبر نہیں۔ البتہ ماں کے پیار یا قدرتی آفات کے علاوہ کوئی چیز خالص ہو تو اس کی بریکنگ نیوز ضرور بنتی ہے۔ نوزائیدہ بچہ جب پہلا سانس لیتا ہے تو اصل ہوا کی بجائے آلودگی سے بھرپور ہوا سے زندگی کا آغاز کرتا ہے۔ دودھ جیسی نعمت بھینس کے بچھڑے کو بھی خالص نصیب نہیں ہوتی، پہلے تو دودھ میں پانی کی ملاوٹ ہوتی تھی مگر اب ''جعلی'' دودھ بازار میں غربت کی طرح پھیل چکا ہے۔ جان بچانے کے لیے ادویات بھی جعلی، دوا بیچنے والے فارماسسٹ بھی جعلی، دوا لکھنے والا ڈاکٹر بھی جعلی، اگر ڈاکٹر کی فیس دینے اور دوا خریدنے کی سکت نہیں تو تعویز گنڈا کے لیے پیر مرشد کے پاس جاؤ تو وہ بھی جعلی۔ معاشی حالت پیر مرشد کے پاس جانے کی اجازت نہ دیتی ہو تو بلا ٹالنے کے لیے صدقہ دینے کے لیے فقیر بھی جعلی ملتا ہے۔ ترقی یافتہ دور میں فقیر بھی ماڈرن ہوگئے ہیں، این جی او بنائی جاتی ہیں پھر چیریٹی چیریٹی کھیلا جاتا ہے۔ جب سے جدید دور کا آغاز ہوا ہے عید کا چاند بھی جعلی ہوگیا ہے۔ علماء حضرات میں بھی جعلی عالم بکثرت ہیں، انفارمیشن ٹیکنالوجی کے دور میں صحافت کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں۔ سیاستدانوں اور صحافیوں میں ایک چیز مشترک ہے کہ صحافی یا سیاستدان بننے کے لیے کوئی تعلیمی حد مقرر نہیں کی گئی۔ جس رفتار سے ہمارا میڈیا پھیل رہا ہے اس تناسب سے اصلی صحافی میسر آنا کم سے کم وطن عزیز میں ممکن نہیں یہی وجہ ہے کہ جعلی صحافیوں میں بھی ہم خود کفیل ہیں۔ یہ مضحکہ خیز بات ہے کہ کوئی جعلی صحافی کسی جعلی ڈگری والے سیاستدان کی خبر بریک کرے، جسے کسی جعلی ڈگری والے منصف نے کسی جعلی ڈگری والے سیاستدان کو نااہل قرار دیا ہو۔ مدعی اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کے اہل کاروں کی تعلیمی اسناد کس حد تک اصلی ہیں یہ بات بھی اوپن سیکرٹ ہے۔

1992ء میں لاہور ایک دوست نے مجھ سے کہا تم اتنا تیز اور خوش خط لکھ لیتے ہو تو اپنی اس صلاحیت سے کسی مجبور کا بھلا ہی کردو۔ مجھے بات سمجھ نہ آئی تو اس نے کہا میرے ایل ایل بی کے امتحان ہیں تم میری جگہ کمرہ امتحان میں بیٹھ جاؤ۔ میں نے جواب دیا کہ مجھے تو لاء کی الف ب نہیں آتی۔ تو بھلا میں کیا مدد کرسکتا ہوں؟ اس نے ہنس کر جواب دیا کہ اس کی فکر نہ کرو پرچے میں پوچھے گئے سوالوں کے جوابات تمھارے سامنے ہونگے۔ بس تم نے دیکھ کر لکھ دینے ہیں۔ میں نے کہا کہ یہ کام تم خود ہی کیوں نہیں کرلیتے تو جواب دیا کہ میں اپنا لکھا خود نہیں پڑھ سکتا تو کوئی اور کیسے پڑھے گا؟ اس نے مزید انکشاف کیا کہ میٹرک سے بی اے تک کا سفر اسی طرح کیا ہے۔ یعنی ڈگری اصل ہے مگر امتحان کوئی اور ہی دیتا رہا ہے۔ میرے انکار پر اس نے اپنا بندوبست کسی اور سے کروالیا۔ آج وہ پیشہ ور وکیل ہی نہیں بلکہ جنوبی پنجاب کی ایک بار کا اعلیٰ عہدیدار بھی ہے۔ جہاں وکیل، منصف اور تھانیدار سب کی ڈگری 2 نمبر ہو تو وہاں جعلی ڈگری پر کس کس کو سزا دی جاسکتی ہے؟ پارلیمنٹ ہاؤس میں عوامی نمائندوں کا بنیادی کام عوام کی بہتری کے لیے قانون سازی کرنا، آئین میں ضروری ترامیم کرنا، ملکی امور چلانے کے لیے پالیسی بنانا ہے۔ دلچسپ بات یہ ہے کہ جعلی ڈگری کیس میں بے نقاب ہونے والوں کی سب سے زیادہ تعداد انہیں لوگوں کی ہے جن کے ذمہ قانون سازی کا عمل ہے۔ عوامی منتخب نمائندے جو آج جمہوریت کا نعرہ لگا رہے ہیں کل ایک آمر کے ساتھ کھڑے تھے، اگر ایسے لوگ کسی آمر کے ساتھ کھڑے ہوں تو آمریت بھی ''جعلی'' ہوجاتی ہے۔ جمہوری حکومت میں عوام اپنے نمائندے ووٹ کے ذریعے خود چنتی ہے، حالیہ انتخابات کے طلسمی نتائج سے موجودہ جمہوریت بھی جعلی ہی محسوس ہوتی ہے۔ مگر اس سے کیا فرق پڑتا ہے ڈگری

ڈگری ہوتی ہے چاہے اصلی ہو یا جعلی ۔۔۔جمہوریت جمہوریت ہوتی ہے حقیقی ہو یا جعلی ۔۔آمریت آمریت ہوتی ہے حقیقی ہو یا جعلی ۔۔۔ملک میں ایک بار پھر انقلاب ،تبدیلی ،لانگ مارچ کی بازگشت سنائی دی جارہی ہے ۔۔طالبان سے مذاکرت شہادت کی نذر ہو چکے ہیں ۔۔۔طالبان بھی جعلی ،ہاں اگر کچھ اصلی ہے تو صرف کرپشن اور غداری یا پھر ڈرون حملہ جس پر اُن سب کو تکلیف ہوتی ہے جن کو سب کچھ جعلی کرنے کی عادت پڑ چکی ہے ۔۔!!!

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔سرے

sohailloun@gmail.com

01-11-2013.